میری روح میں اتر زرا

عنایہ احمد

قسط نمبر ۱۴

حماد آرب کا انتظار کر رہا تھا جو اندر لنچ کر رہا تھا۔عناب بھی آج ابھی تک انیکسی میں ہی تھی ۔جب گیٹ سے ایک تیز رفتار گاڑی اندر داخل ہوئی تھی ۔وہ چہرہ جانا پہچانا تھا گیٹ کیپر کا بھی اسلئے اسکو اندر آنے میں دقت نہ ہوئی تھی ۔وہ گاڑی سے نکلی اور کچھ بازپرس کرتی تیر کی سی تیزی سے انیکسی کی طرف بڑھ گئی تھی ۔حماد الجھا کھڑا تھا یوں اتنی دیر بعد فیا کا منظر عام پہ آنا اور وہ بھی اتنے غصے سے انیکسی کا رخ کرنا ۔وہ الجھا کھڑا تھا۔فیا کو ایک انسان ہی قابو کر سکتا ہے ۔

"آرب سر۔۔"حماد نام لیتا اچھلا اور اندر کو لپکا تھا۔

"سر۔"حماد جب وسیع راہداریوں کو عبور کرتا کھانے کے ٹیبل پہ پہنچا تھا اسکا سانس پھولا ہوا تھا۔

"کیا ہوا حماد؟تم اتنے گھبرائے کیوں ہو؟؟"آرب کا منہ کی طرف جاتا ہاتھ رکا تھا۔

"سر۔۔وہ فیا۔۔میرا مطلب ہے فیا مرزا۔"حماد نے کہا تھا۔

"ہونہہ۔کیا ہوا اسکو۔۔"آرب اسکے ذکر پہ بدمزہ ہوا۔

"سر وہ غصے سے انیکسی کی طرف گئی ہے۔پتہ نہیں کیوں وہ وہاں گئی ہے۔مجھے سمجھ نہیں آرہا۔"حماد ابھی بھی الجھا پڑا تھا۔

"عناب۔۔عناب کدھر ہے؟"آرب نے کھڑے ہوتے سب سے پہلے عناب کو پوچھا تھا۔

"سر وہ تو انیکسی میں ہی ہے۔"حماد نے جیسے بم پھوڑا تھا۔آرب کرسی کو کھینچتا دوڑتا باہر نکلا تھا۔

اسکو آج انیکسی کا راستہ بہت طویل لگ رہا تھا ۔فیا ایک سائیکو تھی ۔جو اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کسی حد تک بھی جا سکتی تھی آرب کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ یوں عناب کو نشانہ بنائے گی ۔

"عناب ۔۔۔عناب۔۔" آرب انیکسی کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا تو ٹی وہ لاونج کا منظر اسکو ہلا گیا تھا۔عناب پیٹ کے بل جھکی ہوئی تھی اور ہاتھ گردن میں تھے ۔آرب کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی ۔وہ قد آور مرد ایک لحظے کو کانپ اٹھا تھا۔عناب کی چیخ کی آواز آئی تو آرب حواسوں میں آیا تھا ۔اور بھاگتا آگے بڑھا تھا۔

"ہاؤ ڈئیر یو چیپسٹر ۔۔بلاڈی ۔۔" فیا عناب کو لعن طعن کر رہی تھی ۔

"ایک دو کوڑی کی آفس ورکر کے پیچھے آرب ملک نے مجھ سے بدتمیزی کی ۔تمہیں تو میں جان سے مار دونگی ۔" ساتھ ہی کہتے ہوئے اپنے پرس کی چین کو عناب کے گلے میں ڈالے ہوئی تھئ اسکو اور زور سے کھینچا

تھا۔عناب درد سے بلبلائی اٹھی تھی ۔اسکی آنکھیں ابل کے باہر آ رہی تھی اور سانس ناہموار ہو گئی تھی ۔آرب نے پورا زور لگا کے فیا کو دھکا دیا تھا تو گرتی پڑتی عناب کو سنبھالا تھا۔جو آرب کو سامنے دیکھ بے اختیار ہو گئی تھی ۔

"عناب آر یو آل رائٹ ؟؟"آرب نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پوچھا تھا۔لیکن عناب بولنے کی پوزیشن میں کہاں تھی ۔وہ تو ڈری ہوئی تھی سسکی رہی تھی ۔وہ آج پھر وہ پرانی نابی بن گئی تھی جو نیلم کا عتاب سہتی آئی تھی ۔آرب نے اسک کھینچ کے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔کہاں اگر اسکو کچھ ہو جاتا تو ۔یہ خیال آرب کی آنکھ نم اور دل دھڑکا گیا تھا۔وہ اس وقت اپنے ہوش میں نہ تھا۔اگر کسی کی پرواہ تھی تو وہ تھی عناب ۔

ہاں عناب ۔۔وہی عناب جس خوشبو کی اسکو تلاش تھی ۔وہی تو تھی اسکی ٹائپ کی ۔جو اسکو سوٹ کرتی تھی ۔جس کی موجودگی کا احساس آرب کو مطمئن اور پرسکون رکھتا تھا۔جیسے ہی وہ دور جاتی تھی وہ پریشان اور بے چین ہو اٹھتا تھا۔ایک خوبصورت لمحہ اپنا احساس اسکو سونپا گیا تھا۔ایک مہکتا احساس ۔ایک خوبصورت رشتہ ۔جو اسکے اور عناب کے درمیان بن چکا تھا۔ادراک کے لمحوں سے وہ ابھی گزارا تھا۔

"تمہیں کچھ بھی نہیں ہو گا عناب ۔میں ہوں تمہارے ساتھ ۔۔"آرب بڑبڑا رہا تھا۔خود سے عہد لے رہا تھا اور عناب کو تسلیاں دے رہا تھا۔

"آرب ملک یہ کیا تم گھٹیا حرکتیں کر رہے ہو ۔تم میری پسند ہو ۔اگر کسی اور کے بارے میں سوچا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ۔"فیا پھنکاری تھی۔

"خبردار خبراد اگر تم نے عناب کا نام اپنی زبان پہ بھی لیا تو ۔میں تمہاری جان لے لونگا سمجھی تم ۔"آرب اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں بولا تھا عناب بھی کانپ گئی تھی ۔

"عناب ریلیکس میں ادھر ہو ناں ۔ادھر دیکھو ۔۔"آرب نے اسکو نرمی سے سمیٹا تھا ۔اور نرمی سے الگ گیا تھا وہ بلکل آرب کے پیچھے جا چھپی تھی اسکی شرٹ کو پکڑے ۔حماد جب اندر آیا تو ساری صورتحال دیکھ کے گھبرا گیا تھا۔

"اس دو کوڑی کی لڑکی کی خاطر تم یوں میرے ساتھ کر رہے ہو۔دیکھو آرب میں پیار کرتی ہو تم سے مائے لو ۔لک ان ٹو مائے آئزز بے بی ۔"فیا کے لہجے سے عجیب دیوانہ پن چھلک رہ رہا تھا۔وہ اپنی نسوانیت کی پرواہ نہ کرتی ہوئی آرب کو خود کی طرف مائل کرنے جھکی تھی ۔

"انیف مس فیا مرزا۔"آرب نے اسکو ایک تھپڑ جڑ دیا تھا جو ہر حد پار کر رہی تھئ۔عناب سہمی ہرنی کی طرح اسکی شرٹ کو دبوچے کھڑی تھی۔

"اس سے پہلے کہ میں کچھ برا کر بیٹھو نکل جاؤ یہاں سے۔اور آئندہ اگر تم نے عناب کی طرف آنکھ بھی اٹھا کے دیکھا تو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔آؤٹ۔۔"آرب نے کہا تھا۔

"آرب تم اچھا نہیں کر کے میرے ساتھ۔تم بہت پچھتاؤ گے:"فیا بولی تھی۔

"سیکیورٹی۔"آرب چیخا تھا۔تو فیا پھنکارتی عناب کو گھورتی باہر نکلتی گئ تھی۔

"عناب ٹھیک ہو تم۔"حماد نے پوچھا تھا۔

"ہمم۔" عناب منمنائی تھی ۔اسکے گردن میں چین کا نشان پڑ گیا تھا وہاں سے جگہ سرخ پڑ گئی تھی اور زخم بن گیا تھا۔عناب کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے ۔

"عناب ادھر آؤ بیٹھو ۔پانی پیو۔" آرب نے عناب کو بیٹھایا اور پانی کا گلاس عناب کی طرف بڑھایا تھا۔

"مم۔میں اسکو ۔۔میں اسکو کچھ ۔۔نن۔نہیں کہا تھا۔۔مگر وہ مجھے مار رہے تھیں ۔۔وہ۔۔" عناب نے شکوہ کناں نظروں سے آرب کو دیکھا تھا۔آنکھوں کے پیالے پانی سے لبالب تھے ۔آرب کا دل کٹا۔دل کیا کا اسکو خود میں سمو لے ۔اسکی تکالیفیں خود لے لے اور دنیا کا سارا سکھ اس پہ نچھاور کر دے ۔

"میں جانتا ہوں عناب ۔تم فکر مت کرو ۔میں ہوں ناں ادھر ۔کچھ نہیں ہونے دونگا ۔ٹرسٹ می ۔" آرب نے جذبے سے کہتے ہوئے

اسکا ہاتھ پکڑا تھا۔آنکھوں میں بلا کی نرمی تھی ۔لہجے میں تپش تھی ۔عناب ایمان لے آئی تھی اسکی باتوں پہ ۔

"سر وہ ایک کمزور بے بس لڑکی ہے تو وہ ہر ایک کا نشانہ بآسانی بن جاتی ہے ۔"حماد نے آرب سے کہا تھا۔آرب عناب کو بمشکل ریسٹ کرنے پہ آمادہ کر کے واپس آیا تھا انیکسی سے ۔مگر اسکے پاس دو ملازمہ کو چھوڑ آیا تھا تاکہ وہ ڈر نہ جائے ۔

"نہیں حماد میں ہر ممکن کوشش کر رہا ہوں کہ میں اسکو بچا سکوں ۔"آرب نے کہا تھا۔

"چاہے آپ جتنی بھی کوششیں کر رہے ہیں مگر وہ عناب کو آسان نشانہ سمجھ کے آن دبوچتے ہیں ۔پہلے دو بار بھی عناب فیا کے بھائی کا نشانہ بن چکی ہے ۔اب بھی فیا کی وجہ سے یہ سب ہوا ۔زندگی ہر بار عناب

کو چانس نہیں دے سکتی ۔اگر کبھی وہ جان سے گئی اس سب میں ۔۔۔"حماد نے کہا تھا۔

"حماد۔۔۔کیسی فضول باتیں کر رہے ہو۔"آرب تڑپ اٹھا تھا۔

"سر سچ بتا رہا ہوں ۔"حماد بولا تھا۔چند پل خاموشی سے کٹے تھے ۔پھر آرب کی فیصلہ کن آواز گونجی تھی۔

"ارباز کو کال کرو ۔مجھے وہ آج رات بارہ بجے سے پہلے دوبئی میں چاہئیے ۔کیونکہ میں کرنے جا رہا ہوں جو مجھے بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا۔"آرب کے لہجے میں چٹانوں کی سختی تھی مگر لہجہ اور اسکا دل مطمئن اور شاد تھا۔حماد نے سوالیہ نظروں سے آرب جو دیکھا تھا جو خیالوں میں ہی مسکرا رہا تھا۔

آج ارتضی سر کا لیکچر نہ تھا تو سب تھریڈ لیکچر کے بعد کیفے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔

"سناؤ پھر مسز ارتضی۔؟" مقدس نے سرگوشی کی سی آواز میں رباب کو کہا تھا۔

"کدو میں تمہاری ہوا نکال دینی ہے اگر تم نے چوں چراں کی تو۔ اور اپنے سر کو تو نام مت لو۔" رباب کو پہلے ہی تپ چڑھ ہوئی تھی وہ تو اب شروع ہو گئی تھی۔

"ہے جی اب تو وہ سر ہمارے ہیں تمہارے تو وہ بن گئے ہیں ناں۔" مناہل نے بھی لقمہ دیا تھا۔

"مناہل اگر تم نے غداری کی ناں تو دیکھنا زندہ دفن کر دونگی۔ ارتضی سر کی چمچیاں۔" رباب چڑی ہوئی تھی۔

"افف افف کیوں اتنا غصے ہو رہی مسز ارتضی ۔"نشو کی آواز پہ رباب نے پاس پڑی کتاب اٹھا کے اس کے سر پہ دے ماری تھی۔نشاء چیخی اٹھی تھی۔تبھی انکی نظر کیفے میں داخل ہوتے درازقد وقامت کے ارتضی پہ پڑی تھی جو حمدان کے ہمراہ اندر داخل ہو رہا تھا۔مناہل کی تو سانس اٹک گئی تھی جیسے۔وہ دونوں کچھ ڈسکس کرتے اندر آرہے تھے ۔جبکہ رباب کے گروپ نے باقاعدہ ہوٹنگ سٹارٹ کر دی تھی ۔کیفے میں سب لوگ انکی طرف متوجہ ہو گئے تھے ۔جبکہ رباب تو گویا سن ہو گئی تھی ۔

"اسلام علیکم رباب ۔۔کیسی ہو ؟؟"حمدان نے انکے گروپ کے پاس آکے سلام کیا تھا اور رباب کو ہمیشہ اسکا یوں بے موقع آنا بری طرح چبا تھا۔

"اسلام علیکم ۔کیسے ہیں سب ۔" ارتضی اب رباب کو نظر انداز کر کے باقیوں سے مخاطب ہوا تھا۔رباب تو تپ اٹھی تھی۔

"حمدان قریشی آج تو تم ایک بات لکھ رکھو اپنے پاس کہ تمہاری ٹائمنگ نہایت ہی فضول ہے ۔" رباب اسکے سامنے کھڑے ہوئے بولی تھی ۔

"ہاہاہا ۔۔پتہ ہے مجھے جن سے تم جب بھی چھپتی ہو بھلا ہو میرا میں انکو لے کے آن ٹپکتا ہوں ۔تاریخ گواہ ہے ۔" حمدان کی کھلکھلاتی آواز گونجی تھی۔مناہل کے دل پہ بوجھ آن گرا۔

اسنے زرا کی زرا سر اٹھا کے حمدان کو دیکھا تو جو پوری طرح مناہل کو نظر انداز کرتا رباب سے مخاطب تھا ۔ابھی یہ بے رخی نئی نئی تھی اسلئے مناہل کو بری طرح بے چین کئے ہوئے تھی ۔

"اپنا جن قابو میں رکھو حمدان ۔" رباب نے "جن" پہ زور ڈالتے ہوئے کہا تھا۔تو رباب کا مطلب سمجھتے حمدان کا قہقہ پڑا تھا۔

"ایسی کونسی تہلکہ مچانے والی تحقیق رولنمبر ٹوئنٹی ٹو نے بتا دی ہے جو تمہاری ہنسی نہیں بند ہو رہی ۔" ارتضی کی آواز گونجی تھی ۔

"نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بس ویسے ہی ہم باتیں کر رہے ہیں ۔" حمدان نے کہا تھا۔

"ویسے انکی نارمل باتوں پہ بھی ہنسی آنا عام سی بات ہے ۔" ارتضی نے اسکے سرخ ہوتے چہرے پہ نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

"میری خاموشی کا بہت ہی ناجائزہ فائدہ اٹھایا جا رہا ہے ۔" رباب نے چبا چبا کے کہا تھا۔

اس سے پہلے کے ارتضی کوئی جواب دیتا ایک لڑکا چائے کے دو کپ ارتضی اور حمدان کو پکڑانے آیا تھا۔ تبھی ارتضی نے ان سب لڑکیوں کے لیے بھی انکی پسند کی چیز لانے کا بولا تھا۔

"مجھے ٹھنڈا پانی چاہیے بس کیونکہ میرے دماغ خاصا گرم ہو چکا ہے۔ اور اسکے پیسے بھی میں خود ادا کرونگی۔" رباب کی جلتی بھنتی آواز گونجی تھی۔

"یہ کونسا انوکھی بات ہے۔جب بھیجہ خالی ہو تو گرم ہی رہتا ہے۔اور رہی پیسوں کی بات تو شام میں ارتضی ہاوس میں ہی حساب کتاب کر لے گے۔" ارتضی اسکے پاس سے کہتا آگے کھڑے لڑکے کے بلانے پہ اسکے پاس چلا گیا تھا۔ تبھی دو پل بعد اسکو رباب کی کیفے میں گونجتی آواز سنی تھی۔

"میں اپنا غصہ یوں بھی دکھا سکتی ہوں

میں تمھاری چاہے میں نمک بھی ملا سکتی ہوں"

ارتضی کے کیفے سے باہر جاتے قدم رکھے تھے۔کوئی پچھلا واقعہ یاد آیا تھا۔ماضی کی رنگ برنگی یادوں کی تتلی پروں سے رنگ اڑاتے ارتضی کے اردگرد اڑنے لگی تھی۔ارتضی کے لبوں پہ تبسم بکھرا تھا۔وہ اس جھلی کی بات کا پس منظر سمجھتا باہر نکلتا چلا گیا۔اگر پیچھے دیکھتا تو شاید کسی پری کے سحر سے پتھر کا ہی ہو جاتا۔

شام کے چھ بج چکے تھے جب انیکسی کے میں عناب کو لگا کہ کوئی داخل ہوا ہے۔اسکا دل سہم گیا تھا۔

"یا اللہ اب کیا ہونے والا ہے۔" عناب نے دل میں اپنے خدا کو پکارا تھا۔ عناب کے کمرے کا دروازہ کسی نے کھولا تھا وہ چیخ پڑی تھی۔

"سرپرائز۔" ارباز کی آواز سن کے وہ اچھل پڑی تھی۔

"بھائی۔۔" عناب نے خوش سے روتے ہوئے پکارا تھا اور بھاگ کے انکے سینے سے جا لگی تھی۔

"بس بس۔ کیسی ہے میری گڑیا" ارباز نے پیار سے پوچھا تھا۔

"ٹھیک ہوں بھائی میں۔۔ اور آپ۔۔ آپ کیسے ہیں؟؟ یہاں اچانک۔۔" عناب نے پوچھا تھا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں گڑیا۔ اور یہاں ایک اہم کام سے آیا ہوں میری جان۔" ارباز کے لہجے میں آج ایک الگ ہی خوشی بول رہی تھی۔

"اب ٹھیک ہے ناں؟؟" عناب نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

"ہاں میری جھلی ۔چائے بھی پلؤاؤ گی یا بس باتیں ہی کرتی جاؤ گی ۔"ارباز نے کہا تھا۔

"جی جی بھائی کیوں نہیں ۔بیٹھیں آپ میں بس آئی ۔"عناب بھی مسکراتے ہوئے اٹھی تھی ۔

چائے پینے کے بعد ارباز کی سنجیدہ سی آواز گونجی تھی۔

"گڑیا اماں کے جانے کے بعد علی بھی چھوڑ گیا ۔اور باپ ۔۔ہم باپ تو ہمارا جیتے جی بھی مرے لوگوں کے ہی برابر ہے ۔ ہم بھائی بہن ہی ایک دوسرے کا سہارا ہیں ۔"ارباز نے تمہید باندھی تھی۔

"جی بھائی ۔۔مجھے علی اور اماں نہیں بھولتے ۔ کبھی تو دل کرتا ہے کہ میں بھی انکے پاس چلئ جاؤں ۔"عناب نے نم لہجے میں کہا تھا۔

"اللہ نہ کرے ۔ کیسی باتیں کرتی ہو تم عناب ۔ ایسے نہیں بولتے ۔ میری گڑیا اب تو میں تمہیں تمہارے اگلے گھر بھیجوں گا میری جان ۔" ارباز نے لاڈ سے کہا تھا۔

"بھائی ۔۔" وہ چڑی ۔ پہلے کہاں ایسی باتیں اسنے سنی تھی ۔ ایسے مذاق یا باتیں تو کزن کرتی ہیں یا دوستیں ۔ مگر عناب کو یہ دونوں رشتے نہ ملے تھے۔ جو کچھ بھی ملا تھا اسکو عرب کے اس خطے نے نوازا تھا۔ دیبا سمیت آرب بھی شاید۔

"کیا بھائی ۔ اب تمہاری شادی بھی تو کرنی ہے ناں ۔" ارباز نے کہا تھا۔

"نہیں کرنی مجھے شادی ۔ کیا ملا اماں کو شادی کر کے ۔ کچھ نہیں ہے اس شادی میں ۔ صرف سمجھوتے اور ظلم ۔" عناب نے تلخ لہجے میں کہا تھا۔ جو اسنے دیکھا تھا اسکے ذہن میں چھاپ رہ گئی تھی ۔

"نابی یوں نہیں سوچتے ۔ہمیشہ اچھا سوچتے ہیں ۔خدا تمہارے نصیب بلند کرے۔ان شاءاللہ میرا انتخاب تمہارے لیے بہترین ثابت ہو گا ۔"ارباز نے اسکو سمجھایا تھا۔

"مگر بھائی میں ابھی شادی نہیں کرونگی ۔"عناب نے حتمی انداز میں کہا تھا۔

"دیکھو گڑیا میں اس دنیا میں تمہارا سہارا ہوں اور خیر خواہ بھی ۔تو گڑیا ایک بڑا بھائی ہونے کے ناطے میں تمہارے لیے بہترین کرونگا ۔میرا مان رکھ لو عناب میری گڑیا ۔"ارباز نے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے بھائی۔جیسے آپ خوش ۔مگر یہ سب بہت جلدی کر رہے ہیں آپ ۔"عناب نے نروٹھے انداز میں کہا تھا۔

"کچھ جلدی نہیں ہو رہا ابھی صرف نکاح ہی ہو گا ۔ان شاءاللہ باقی رسمیں گاؤں جا کے کریں گے ۔"ارباز کی آواز سے ہی خوشی چھلک رہی تھی ۔

"چلیں دیکھیں گے ۔ابھی تو آپ صرف اپنی اور میری باتیں کریں ۔تب کی تب دیکھ لے گے ۔"عناب نے کہا تھا۔

"افف عناب ۔تب کب ۔آج رات کو تمہارا نکاح ہے ۔"ارباز نے کہا تھا۔تو عناب سن رہ گئی تھی۔

"کیا مطلب ۔اتنی جلدی ۔تو کیا آپ یہاں اسلئے آئے ہیں ۔۔۔اور ۔۔اور کیا جو کوئی بھی ہے یہاں ہی ہے ۔۔اور یہ سب اتنی اچانک کرنے کی وجہ ۔۔۔۔میں ۔۔"عناب تو بھونچال گئی تھی۔

"بس سانس لو ۔اتنے سوال ایک سانس میں ۔اب جبکہ تم نے اپنا یہ معاملہ مجھے سونپ دیا ہے ناں تو یوں اعتراض مت کرو ۔بس بھروسہ

رکھو خدا سب خیر کرے گا بچے۔" ارباز نے کہا تھا۔تو عناب چپ ہو گئی مگر اندر ایک طوفان چل رہا تھا۔ذہن میں ہزاروں سوال اور وسوسے تھے۔کون ہو گا؟ ایسے اتنی جلدی؟ بعد میں وہ کیا کرے گی ؟؟اگر وہ بھی روایتی مرد نکلا؟؟

یہ سوال عناب کو ہلا دیتا تھا۔

۔

"دیبا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی سب کچھ اتنی جلدی ہو رہا ہے۔میں بھائی کو کیسے منع کروں۔" عناب اب دیبا کے سامنے اپنا دکھ لے کے بیٹھی تھی۔

"افف سارا وقت بس رونے میں لگی رہتی ہو۔اٹھو تم یار شادی ہے تمہاری آج ۔تیار ہو ۔۔اور منع کیوں کرنا ہے ۔کر کے تو دیکھاؤ منہ توڑ دینا ہے میں ۔" دیبا نے گھورا تھا۔

"دیبا پلیز۔تم تو سمجھو۔پتہ نہیں وہ کون ہوگا ۔کیسے ہو گا ۔اور یوں اتنی اچانک ۔اور میں ۔۔میں اسکو پتہ نہیں بلکہ یقیناً اچھی نہیں لگوں گی ۔وہ پھر مجھے کچھ وقت بعد چھوڑ دے گا دیکھنا تم ۔۔" عناب کے لہجے میں وسوسے تھے۔ہاتھ سرد پڑ گئے تھے ۔دیبا نے اسکو گلے سے لگا لیا تھا۔

"اتنا تلخ مت سوچو عناب ۔میری چندا سب ٹھیک ہو گا ان شاء اللہ ۔جو آنٹی کے ساتھ ہوا وہ لازمی تو نہیں تمہارے ساتھ بھی ہو ۔تو ذہن کو ایسی سوچوں سے پاک کرو۔دیکھنا تم تمہارا جیون ساتھی بہترین ہو گا ۔دیکھنا تم ۔تمہیں تمہاری صبر کا اجر ملے گا۔" دیبا نے اسکو ساتھ لگائے لگائے کہا تھا۔

"مگر یہ ڈر میرے اندر تک رسائی حاصل کر چکا ہے ۔اس سے چھٹکارا آسان نہیں رہا دیبا۔" عناب کے لہجے میں تھکن تھی ۔ماضی کا دکھ بول رہا تھا۔

"دیبا پلیز روؤ تو مت ۔دیکھنا تم سب اچھا ہو گا۔اب رو رو کے بھوتنی نہ بننا۔" دیبا نے اسکا موڈ چینج کرنا چاہا تھا۔

دیبا نے ارباز کا لایا خوبصورت آف وائٹ ایمبرائڈری والا ڈریس منتوں سے عناب کو پہنایا تھا۔جسکا ڈوپٹہ سرخ رنگ کا تھا ۔

نیچرل سے میک اپ میں وہ دل موہ لینے والا حسن سب کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔دیبا اور ارباز اسکے صدقے واری جا رہے تھے ۔ابھی تک ان مہمانوں کا اور دلہا صاحب کا اتہ پتہ کہ تھا جن سے عناب کی قسمت جڑنے والی تھی۔

"مجھے ایویں تیار کر کے بیٹھا دیا ہے ۔دیکھنا تم دلہا صاحب نے آنے ہی نہیں ہے ۔"عناب نے غصے سے کہا تھا۔

"ہائے بے چینیاں ۔ویسے بتا دوں وہ تم سے زیادہ جلدی میں ہیں مس عناب۔مگر بھلا ہو انکے کام کا ۔بس وہ آنے والے ہونگے ۔"دیبا نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"آ ہی نہ جائے ۔"عناب بڑبڑائی ۔

"اسلام علیکم ۔"اس آواز پہ عناب نے سر اٹھا کے دیکھا تو سامنے ہی آرب وائٹ ٹو پیس میں ملبوس کھڑا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں ۔۔"عناب نے تیزی سے پوچھا تھا۔دیبا نے مسکراہٹ دبائی ۔جبکہ آرب اپنی نظریں اسکے چہرے سے نہیں ہٹا پا رہا تھا۔جب وہ باتیں کر رہی تھی تو اسکی کانوں میں پہنے آویزے بھی جھوم اٹھتے تھے ۔سرخ ڈوپٹے میں معصوم اور پاک چہرہ۔

"دیکھیں آج میری شادی ہے تو آج میں کہی نہیں جا پاؤں گی آپ کے ساتھ میٹنگ میں ۔اور ہاں ۔۔اب یہ اعتراض مت کریں گا کہ ہم نے آپکو انوائٹ نہیں کیا ۔۔۔اور۔۔" عناب جھنجھلاہٹ میں بولتی گئی تھی ۔

"بس بس مس عناب ۔صبر کر لیں تھوڑا سا پھر ہر سوال کا جواب مل جائے گا کہ میں یہاں کیا کر رہا ہوں ۔اور ہاں شادی نہیں ہو رہی صرف نکاح ہو رہا ہے ۔مگر اگر آپکی اجازت ہو تو شادی بھی آج کروا لیتے ہیں سمیت رخصتی ۔" آرب کی آنکھیں بھی بول رہی تھی ۔لہجے میں خوش چھلک رہی تھی ۔

"اور اعتراض بھلا کیوں ۔شادی ہی جب اپنی ہو تو انوائٹ کی فارمیلٹیز میں کون پڑتا ہے ۔" آرب نے متبسم لہجے میں اسکا چہرہ آنکھوں میں سموتے اس سے کہا تھا جو الجھی بیٹھی تھی ۔

"ہاں جی بلکل سر۔بس مس کو جلدی ہی "ز" لگنے والا ہے۔" دیبا نے بھی کہا تھا۔تو دونوں ہنس پڑے۔البتہ عناب دونوں کو ہونقوں کی طرح دیکھ رہی تھی۔

"یہ آپ لوگ کیوں ہنس رہے ہیں۔" عناب کو غصے آیا۔

"انکو باہر لے آئے دیبا تاکہ انکو سب سمجھ آجائے۔" آرب نے کہا تھا اور شاد سے باہر نکل گیا جہاں قاضی سمیت باقی اسکے انتظار کر رہے تھے۔

وہ سامنے رکھے صوفے پہ براجمان ہو گیا تھا۔کچھ سیکنڈز بعد دیبا عناب کو لے آئی تھی۔تو آرب اسکے استقبال کو کھڑا ہوا تو سب مسکرا اٹھے تھے۔دیبا عناب کو آرب کے ساتھ بیٹھنے لگی تو عناب کو حیرت ہوئی۔

"یہاں کیوں۔" عناب ہلکی آواز میں بولی۔

"چپ۔۔بیٹھو۔۔" دیبا نے ڈپٹا۔

"جی قاضی صاحب کریں شروع ۔" ارباز نے کہا تھا۔

اور قاضی صاحب نے نکاح پڑھوانا شروع کیا تھا۔عناب گم صم بیٹھی حالات پہ غور کر رہی تھی کہ ہو کیا رہا ہے۔اسکا دلہا کدھر بیٹھا ہے ۔

"کیا آپکو عناب جمشید سے نکاح قبول ہے ۔"

"جی قبول ہے ۔" آرب کی آواز گونجی تھی ۔عناب کے سر پہ چھت آن گری تھی ۔

"آرب سر ۔۔" عناب منمنائی ۔مگر وہ ایجاب وقبول میں مگن تھا۔اسکی زندگی کا اہم ترین مرحلہ تھا۔

"جی قبول ہے ۔" آرب کی آواز میں خوشی تھی۔

"جی قبول ہے ۔" چٹانوں کا سا ساتھ نبھانے کا عزم ۔عناب تو گویا سن بیٹھی تھی ۔یہ سب ؟؟ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے بھلا ؟؟ ایسے کیسے ؟؟؟میں اور سر آرب؟؟؟؟ہزاروں سوالوں کی بازگشت ۔

"بیٹی کیا آپکو نکاح قبول ہے۔"قاضی صاحب نے اب عناب سے پوچھا تھا۔جو زلزلوں کی زد میں تھی۔

"ملکہ عرب۔ہوش میں آؤ۔"آرب نے جھک کے سرگوشی کی تھی۔

"ملک۔۔؟"عناب ایک کشمکش سے نکل دوسری میں آن پھنسی تھی

۔

"افف۔اب اپنا ملک فوبیا نہ شروع کر دینا۔قبول ہے بولو عناب۔"آرب نے کہا تھا۔

"آپ مجتبی ملک کے بیٹے ہیں۔؟؟جو ہمارے گاؤں میں۔۔۔"عناب کی آنکھوں میں جو سوال تھا اب زبان پہ آب ٹھہرا تھا۔

"عناب یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔جو قاضی صاحب پوچھ رہے ہیں اسکا جواب دو۔"اب کے ارباز اٹھ کے اسکے پاس آیا تھا۔

"بھائی۔۔۔یہ۔۔"عناب کی آنکھوں میں آنسو مچلے۔

"گڑیا پلیززز۔۔" ارباز کے لہجے میں التجا تھی ۔

"جی قبول ہے ۔" عناب یہاں آ کے ہار جاتی تھی ۔بدقت یہ الفاظ ادا کئے تو آنکھوں کا پانی میں بہہ نکلا تھا۔

"قبول ہے ۔"

"قبول ہے ۔" اسنے زور سے آنکھیں میچ لی تھیں ۔

"مبارک ہو مسز عناب آرب ملک۔" آرب نے اسکے کان میں سرگوشی کی تو وہ خود میں سمٹ گئی تھی۔سب مراحل طے پا گئے تھے ۔سب مبارکباد دے رہے تھے ۔عناب غائب دماغی سے وہاں بیٹھی تھی ۔

مناہل یونی کے گارڈن میں بیٹھی پڑھ رہی تھی ۔جب ایک گروپ لان میں آیا اور اونچی اونچی ہنسی مذاق شروع کردیا تھا۔کچھ ہی دیر میں سب سے اونچی آواز حمدان کی آنا شروع ہو گئی تھی ۔مناہل ایک پل کو چونکی ۔پھر سر جھٹک کے پڑھنے لگ گئی تھی ۔وہ سب کسی ٹیبلو کی تیاری کر رہے تھے ۔تو ہنسی مذاق اور باتوں کی آوازیں اسکو ستا رہی تھی۔حمدان کو تو لگ رہا تھا کہ کوئی خزانہ مل گیا تھا جو یوں زور زور سے ہنس رہا تھا۔مناہل تو غصے سے پاگل ہو گئی تھی ۔

"سمجھتا کیا ہے خود کو ۔مزاج ہی نہیں مل رہے ۔نئی نئی دوستیں جو ہو گئی ہیں ناں ۔"مناہل نے تلخی سے سوچا تھا۔

"ہائے حمدان ڈئیر ۔یو آر لکنگ سو ہاٹ ۔۔"ایک نسوانی آواز ابھری تھی۔مناہل تو شرم سے پانی ہو گئی تھی ۔پھر سے قہقہوں کا سلسلہ

شروع ہو گیا تھا۔ مناہل کی ہمت جواب دے گئی تھی اور وہ غصے سے اٹھی اور اس لڑکی سے سر پہ جا پہنچی تھی۔

"آپ لوگوں کو یونی کے ماحول کا زرا بھی لحاظ نہیں رہا۔ ایسی خوبصورت باتیں کسی اور گوشے میں جا کے کیا کریں۔ اور آپکو نظر نہیں آرہا یہاں سب آپکی وجہ سے ڈسٹرب ہو رہے ہیں۔"

مناہل کے جو منہ میں آیا وہ بولتئ گئی تھئ۔

"اوہ یو۔۔ تم جو کوئی بھی ہو لائبریری میں چلی جاؤ۔ ہم تو یہاں ہی اپنا کام کرے گے۔" وہ لڑکی بھی ڈٹ کے بولی تھی۔

"دیکھیں میں آپ سے آرام سے کہہ رہی ہوں۔ تو بہتر ہے کہ آپکو دوسرے کا بھی احساس کریں اور جا کے پریکٹس ہال میں اپنے ڈراموں کی پریکٹس کر لیں۔" مناہل نے کہا تھا۔

"تم کون ہوتی ہو ہمیں بتانے والی کہ ہم کیا کریں یا کیا نہ۔" وہ لڑکی اب اور بھڑکی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔" حمدان کی آواز ابھری تھی۔ مناہل نے سر اٹھا کے اسکو دیکھا تھا تو وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ مناہل کی آنکھوں میں نمی آگئی تھی۔

"دیکھو حمدان پتہ نہیں کون یوزلیس ہے یہ ہمیں بول رہی ہے کہ ہم یہاں سے چلے جائے کیونکہ یہ میڈم ڈسٹرب ہو رہی ہیں۔ مائے فٹ۔" وہ حقارت سے مناہل کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے آپکو محترمہ۔ اگر آپکو زیادہ مسئلہ ہے تو آپ چلیں جائے یہاں سے۔" حمدان کی سرد آواز گونجی تھی۔ مناہل سکتے میں آگئی تھی۔ اسکو یہ توقع ہرگز بھی نہ تھی حمدان سے۔ حمدان نے تو کسی غیر لڑکی کے سامنے اسکو جھڑک کے رکھ دیا تھا۔ مناہل کا دل کٹا۔ آنکھیں

رونے کو بے قرار ہو گئی تھیں ۔ مناہل نے ضبط سے ہونٹ بھینچ لئے تھے ۔ ایک قیامت دل پہ آن گزاری تھی ۔ ایک پل کو دونوں کی نظریں ملی تھیں ۔

وہ نظروں ہی نظروں میں سوالات کی دنیا
وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں جوابات کا عالم

اتنی بیگانگی تھی حمدان کی آواز میں ۔ مناہل نے اپنی چیزیں سمیٹی اور گارڈن سے نکلنے لگی تھی جب پیچھے سے آواز آئی تھی ۔

"بس ایک کام مناہل ابرار پرفیکٹ کرتی ہیں ۔ جگہ چھوڑنا ۔" حمدان کی سرد آواز نے مناہل کے قدم روکے ۔ مناہل نے خود کو مضبوط کیا تھا اور آنسو اندر اتارے ۔

"میں عارضی پناگاہوں کی عادی نہیں ہوں ناں مسٹر حمدان قریشی ۔تو وہاں بسیرا ڈالنا بھی پسند نہیں کرتی ۔"مناہل نے بھی وار کیا تھا۔

"بس یہ ہی ۔۔یہ ہی تمہاری سوچ ہے مناہل ۔نہ یہ کل بدلی تھی نہ یہ آج ۔"حمدان بپھرا۔

"کیونکہ لوگ کل بھی ویسے تھے اور آج بھی وہی ہیں ۔"مناہل نے ہٹیلے انداز میں کہا تھا۔

"ہونہہ ۔لوگ نہیں اپنا دل کہو ۔کل بھی سخت تھا آج بھی ۔اپنی آنکھوں کہو کل بھی کسی کے سچے اور کھرے احساس دیکھنے سے عاری تھیں اور آج بھی ۔خود کو کہو مناہل ابرارا کیونکہ تم کل بھی صحیح غلط کی پہچان میں اناڑی تھی آج بھی ہو ۔اور ایک آخری بات وہ جگہ کل بھی تمہاری تھی آج بھی تمہاری ہے ۔جس دن یقین آیا ناں اس بات پہ لوٹ آنا ۔

آئندہ تمہاری آنکھوں میں نمی نہ آئے ۔"حمدان کہتا آگے بڑھ گیا ۔کیا شدتیں تھی اسکے لہجے میں ۔ایک واضح اقرار۔جو وہ کئی دنوں سے سردمہری برقرار رکھے ہوئے تھے آج سب مناہل کی آنکھوں کی نمی کے سامنے ڈھیر ہو گیا تھا۔وہ پھر ایک بار اپنا اقرار اور احساس مناہل کو سونپ گیا تھا۔

مناہل عجیب کیفیت میں وہی کھڑی رہ گئی تھی ۔دل اسکی باتوں پہ ایمان لے آیا تھا۔ایک اطمینان سا وجود میں سرایت کر گیا تھا۔

ایک خوبصورت احساس ۔آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کے رخسار پہ پھسلا ۔کسی کا کچھ پل پہلے کہے جانے والا لہجے کانوں میں ابھرا تھا۔

"آئندہ تمہاری آنکھوں میں نمی نہ آئے ۔"ہر طرف اس ہی جملے کی بازگشت تھی ۔مناہل کے ہاتھ خودبخود اپنے آنسوؤں کی طرف بڑھے تھے اسکو اپنے پوروں پہ چنا تھا۔ہر چیز گویا مسکرا اٹھی تھی ۔

۔

جب ارتضی کو پتہ لگا کہ رباب سیدھا ملک ہاوس چلی گئی ہے تو غصے سے اسکا برا حال ہو گیا تھا۔گھر پہنچ کے سیدھا ماں کے کمرے میں گیا تھا۔

"اسلام علیکم ۔"سلام کیا تھا۔

"وعلیکم اسلام ۔۔جیتے رہو۔کیا بات ہے غصے میں اور پریشان لگ رہے ہو۔۔"فہمیدہ بیگم نے پوچھا تھا۔

"اب میں آپکو غصے میں اور پریشان ہی ہمیشہ نظر آیا کرونگا ۔"ارتضی نے تیکھے انداز سے کہا تھا۔

"خدا نہ کرے ۔کیسی باتیں کر رہے ہو ارتضی ۔خدا تم سے سب مصیبت اور بلائیں دور رکھے ۔"فہمیدہ نے اسکو ٹوکا تھا۔

"اب ایسا نا ممکن ہے ۔کیونکہ ایک بلا کو تو اپنی زوجیت میں لے چکا ہوں ۔اور اسکے ہوتے ہوئے پریشان ہی ہو سکتا ہے انسان ۔"ارتضی نے طنز کیا تھا۔

"شرم کر کچھ تم ارتضی میری بہو کو تم بلا کہہ رہے ہو ۔"فہمیدہ نے ارتضی کو ڈپٹا تھا۔

"بلا کو بلا ہی کہا جاتا ہے ماں ۔"ارتضی کا غصے ابھی بھی برقرار تھا۔

"ہونہہ۔فضول باتیں مت کرو ۔بتاؤ بات کیا ہے ۔"اب کے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"اپنی بہو سے پوچھیں وہ کیا حرکتیں کرتی پھر رہی ہے ۔۔"ارتضی نے ناگواری سے کہا تھا۔

"ہے کدھر وہ ۔۔واپس آگئی وہ یونی سے ۔۔تم اپنے ساتھ ہی لائے ہو ناں ؟؟"فہمیدہ نے سوالات کی بوچھاڑ کر دی تھی ۔

"یہ ۔۔۔یہ ہی بات اپنی بہو سے پوچھ لیں زرا جا کے کہ وہ بغیر میری اجازت کے ملک ہاؤس کیوں گئ ہے ۔"ارتضی نے اصل بات کی تھی

۔

"لو تو اس میں کون سی بڑی بات ہے ارتضی ۔تم نے تو مجھے پریشان کر دیا تھا۔"فہمیدہ نے شکر کا سانس لیتے ہوئے کہا تھا۔

"اف بہو سیر تو ساس سوا سیر ہے یہاں ۔آپ کچھ نہ کریں میں خود ہی دیکھ لوں گا ۔حد ہو گئی ہے ۔"ارتضی جلا بھنا کہتا باہر نکل گیا تھا۔

"اچھا زیادہ غصے مت کرنا ۔بچی ہے ابھی وہ ۔"فہمیدہ نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی ۔جس پہ ارتضی اور چڑا تھا۔

بنک کے باہر لمبی قطاریں تھیں ۔سب اپنی اپنی جگہ کھڑے اپنے نمبر کا انتظار کر رہے تھے ۔مرد و خواتین ۔لڑکیاں لڑکے جوان بوڑھے سب

ان قطاروں میں تھے۔کوئی بے زار کھڑا تھا۔تو کچھ گپیں مار رہے تھے ۔کچھ پریشان ادھر ادھر ٹہل رہے تھے تو کچھ لڑکیوں کو تاڑ رہے تھے ۔مناہل نے بھی ناگواری سے پہلو بدلا تھا۔

ایک لڑکا مسلسل اسکو گھورنے کا فریضہ انجام دے رہا تھا۔آج بل جمع کروانے کی آخری تاریخ تھی ۔ابرار صاحب تین دن سے بیمار پڑے تھے ۔تو مناہل کی ماں انکی تیمارداری میں لگی تھی ۔آج بھی وہ آخری تاریخ دیکھ کے بھاگم بھاگ بینک آگئی تھی ۔بھائی تو تھا نہیں جو یہ کام کر دیتا ۔

"دو مجھے بل میں کروا دیتا ہوں جمع ۔تم جاؤ ۔" پیچھے سے آواز آئی تھی ۔مناہل ایک دم ڈر کے پیچھے ہٹی ۔آواز پہچانی تو سانس بحال ہوئی تھی ۔

"نن ۔۔ نہیں میں کروا لوں گی خود ہئ ۔" مناہل نے کہا تھا۔ آنکھوں میں بلا وجہ ہی پانی جمع ہونا شروع ہو گیا تھا۔ کچھ لمحے ایسے ہی ہمارے دامن بھر جاتے ہیں ۔

"اگر تم چاہتی ہو ناں کہ وہ سامنے بیٹھا لنگور میرے ہاتھ سے بچ جائے تو بل مجھے دے دو ۔" حمدان نے کہا تھا۔

"کیا ۔۔" مناہل نے اچھنبے سے پوچھا تھا۔ اسکو بلکل اندازہ نہ تھا کہ حمدان کو پتہ لگ گیا ہو گا۔

"پچھلے دس منٹ سے میں یہاں ہوں ۔ جب سے اسکو دیکھا ہے میرا خون کھول رہا ہے ۔ اب مزید میرے صبر کا امتحان نہ لو ۔" حمدان نے اردگرد دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ اب وہ لنگور بھی کھسکتا نظر آ رہا تھا۔

"مگر ۔۔" مناہل نے کہتے ساتھ آنکھیں بھی اٹھائیں تھیں ۔

تو آنکھوں کے پیالے پانی سے لبالب تھے ۔

"آج آخری بار کہہ رہا ہوں آئندہ ان آنکھوں میں نم نہ دیکھو۔کیونکہ میں دنیا میں ہر چیز برداشت کر سکتا ہوں سوائے اس نمی کے۔"حمدان نے کہتے ساتھ اسکے ہاتھ سے بل لیا تھا۔مناہل اسکی جنونیت پہ سن کھڑی تھی۔

"پپ۔۔پیسے۔۔"مناہل منمنائی۔

"مناہل کب عقل آئے گی تمہیں۔یہ میں کھڑے کھڑے اپنی داستان عشق بیان کر دیتا ہوں اور تم۔۔۔۔چلو خیر۔۔

یہ سارے کام مجھے مستقبل میں بھی تو کرنے ہی ناں تو سمجھ لو آج اسکی پریکٹس کر رہا ہوں۔اور اپنے گھر کا خرچ میں خود اٹھاؤں گا جناب۔"حمدان نے سرگوشی کی سے انداز میں اپنی بات کہی تھی۔مناہل کا چہرہ شرم سے تپ اٹھا تھا۔

"جاؤ یا اب خود چھوڑ کے آؤ۔" حمدان نے کہا تھا۔تو مناہل نے گھبرا کے باہر کی جانب دوڑ لگا دی تھی۔

رباب کا دل آج بہت اداس ہو رہا تھا۔یونی سے واپسی پہ بھی آ کے اپنے کمرے میں گھس گئی تھی۔اب شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔وہ کھڑکی سے باہر اترتی سرمئی شام کا منظر دیکھ رہی تھی جب موبائل بجا تو نمبر دیکھے بغیر کال اٹھائی۔

"یہ کیا طور طریقے اپنائے ہوئے ہیں۔؟؟" دوسری طرف سے تیز آواز میں پوچھا گیا تھا۔

"اس بات سے مطلب۔" رباب نے آواز پہچان لی تھی اب کے وہ بھی تپ کے بولی تھی۔

"اب مطلب بھی نہیں پتہ مادام کو۔کس خوشی میں آپ آج پھر ملک ہاؤس روانہ ہوئی ہیں۔" ارتضی نے طنز کئے تھے۔

"افف۔۔مجھے اپنے گھر آنے کے لیے کسی خوشی کا انتظار کرنے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔میں جب مرضی آؤ۔" رباب تنک کے بولی۔

"اب وہ آپکا گھر نہیں ہے میڈم۔سسرال میں رہنے کے کوئی طریقے ہوتے ہیں۔" ارتضی نے تلخی سے کہا تھا۔

"آپ میں ساس والی روح کیوں آگئی ہے۔" رباب چیخی۔

"فضول باتیں مت کرو۔اور فوراً گھر واپس آؤ۔" ارتضی نے حکم دیا تھا۔

"تو میں گھر ہی ہوں۔" رباب بولی۔

"مسز ارتضی اپنے گھر۔اب آپ رباب ارتضی حیدر ہو۔" ارتضی نے کہا تھا۔

"آپکو اتنی مرچیں کس بات پہ لگ رہی ہیں ۔" رباب نے کہا تھا۔

"تم ایک منہ پھٹ لڑکی ہو ۔جب منہ کھولتی ہو تو سوچ لیا کرو کہ کیا کہنے لگی ہو اور کس کو ۔" ارتضی نے غصے سے کہا تھا۔

"ہاں ہوں میں منہ پھٹ ۔بدتمیز بھی ۔جس کو نہ تمیز ہے نہ کسی طور طریقے کا پتہ ہے ۔میں ایک نہایت پھوہڑ لڑکی ہوں ۔اور کیا ہوں وہ بھی بتا دیں مسٹر ارتضی ۔" رباب نے کہا تھا۔وہ پہلے ہی اداس تھی اب تو دل پھٹنے والا ہو گیا تھا۔آجکل دل پہلے ہی ارتضی کو لے کے الگ لئے میں دھڑکنے لگا تھا مگر وہ پہلے والا ہی روڈ ارتضی تھا ۔تو رباب پھٹ پڑی ۔

"دو حرف بھیجیں مجھ پہ مسٹر ارتضی حیدر اور آگے بڑھیں میں آپکے قابل نہیں ۔" رباب نے نم لہجے میں کہا تھا۔

"رباب ۔۔" ارتضی چیخا تھا ۔آواز میں وارننگ تھی ۔دوسری طرف سے لائن خاموش کر دی گئی تھی ۔

"ہمیشہ مجھے ہی قصوروار ٹھہراتے ہیں ۔میں ہی غلط ہوتی ہوں ۔ ٹھیک ہے رہیں اپنی لائف میں مگن ۔" رباب کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تھے ۔

عناب ابھی بھی صدمے کی سی کیفیت میں بیٹھی ہوئی تھی ۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے بھلا؟؟دو انکشافات اسکے وجود کو ہلا گئے تھے ۔

آرب کا تعلق اس کے گاؤں کے ان سفاک ملکوں سے تھے جن کی وجہ سے اسکا جان سے پیارا علی بچھڑا تھا۔۔

اور اب اسکا ایک رشتہ جوڑ گیا تھا اس آرب ملک سے ۔وہ اپنے خیالات میں گم صم اس بنگلے کے وسیع عریض رقبے پہ پھیلے لان میں آ

گئی تھی جہاں ایک طرف پول بنا ہوا تھا۔یہ حصہ تاریک تھا۔فوارے سے نکلتا پانی اسکو اپنی طرف متوجہ کر گیا تھا۔وہ آہستہ آہستہ چلتی اس پول پہ بیٹھ گئی تھی۔

"کس کے خیالوں میں گم ہیں ملکہ عرب۔۔"وہ عقب سے آواز پہ چونکی تھی۔آرب اسکے مقابل آکے بیٹھ چکا تھا۔اسکے چہرے پہ مسکان تھی۔عناب سلگ پڑی تھی۔

"ارے ارے اتنا غصے زوجہ۔۔۔بیٹھیں تو ملکہ عرب۔"آرب نے اسکا بازو پکڑ کے اسکو واپس بیٹھایا تھا۔

"دیکھیں۔۔۔مجھے سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔میں دھوکے باز اور جھوٹے لوگوں سے بات نہیں کرتی۔"عناب نے پر اطمینان لہجے میں کہا تھا۔آرب ایک پل کو چونکا تھا۔پھر ہنس دیا تھا۔

"ارے آج تو کوئی بہت خطرناک موڈ میں ہے۔"آرب نے کہا تھا۔

"ہاتھ چھوڑیں میرا۔" عناب نے غصے سے کہا تھا۔

"نہیں چھوڑ سکتا۔" آرب نے لگاوٹ سے کہا تھا۔

"مجھے آپکے پلان کی کچھ سمجھ نہیں آئی ملک صاحب۔آخر اتنی مہربانی ہم ناچیزوں پہ کیوں؟؟اسکے پیچھے کونسی چال ہے اب۔" عناب نے تلخی سے کہا تھا۔ایک پل کو آرب کے چہرے پہ تاریک سایہ آیا تھا مگر اگلے کی پل وہ نارمل ہوا۔

"کسی کا دل چرانے کا فل پلان ہے ملکانی صاحبہ۔" آرب نے فدا ہونے والے انداز میں کہتے عناب کو آنکھ ماری تھی۔

"یہ بازاری جملے کسی اور کو سنائیں گا۔میں ان سے نہیں بہل سکتی۔" عناب نے وار کیا تھا۔آرب غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔وہ یکدم دھاڑا تھا۔

"شٹ اپ عناب ۔۔۔آئندہ یہ الفاظ استعمال مت کرنا ۔۔ورنہ میں لحاظ نہیں کرونگا ۔"آرب کے لہجے میں وارننگ تھی ۔اب کے عناب بھی تھوڑا سا سہمی تھی ۔وہ سانس لینے کو دو پل رکا تھا۔

"بہرحال ۔۔۔میں اس وقت تمہیں کوئی صفائی دینے کے موڈ میں نہیں ہوں ۔اور ویسے بھی جو پڑی تمہاری آنکھوں پہ پڑی ہوئی ہے ناں وہ تمہیں میری آنکھوں کی سچائی تک نہیں جانے دے گی تو فی الحال اس بحث میں نہیں پڑتے۔"آرب نے کہا تھا۔عناب چپ رہی تھی ۔

"میں یہ گفٹ لایا تھا تمہارے لیے ۔"آرب نے ایک ریڈ چھوٹا سا کیس عناب کی جانب بڑھایا تھا۔جس میں کوئی گولڈ کی چیز تھی ۔

"مگر مجھے نہیں چاہیے ۔مجھے ملکوں کی نوازشات ہضم نہیں ہوتی ۔"عناب نے صاف انکار کیا تھا۔آرب سلگ گیا تھا۔

"ہر بات میں ملک ملک کی گردان مت کرو عناب ۔"آرب نے ٹوکا تھا۔

"جو بات ہے وہ ہی کرونگی ناں ۔"عناب نے کہا تھا۔

"جو دل میں آئے وہ کرو تم ۔نہیں چاہیے تمہیں یہ گفٹ تو یہ لو ۔۔یہ پڑا ہے ۔"آرب نے کہتے ساتھ ہی وہ کیس پول میں پھینک دیا تھا۔عناب ہکا بکا دیکھ رہی تھی۔

"اور اپنا دماغ سیٹ کر لو تم تو بہتر ہو گا ۔ورنہ میں خود سیٹ کر لونگا ۔"آرب اسکو سخت لہجے میں کہتا آگے بڑھ گیا تھا۔جبکہ عناب کو اپنے لہجے میں تھوڑی سی شرمندگی ہوئی تھی مگر پھر اسکی نفرت عود آگئی تھی ۔

اب اسکا فوکس پول میں بے جان پڑے کیس پہ تھی ۔

"ہیلو۔۔" سحرش نے موبائل کان کو لگا کے کہا تھا۔

"جی پھوپھو میں ارتضی بات کر رہا ہوں۔" ارتضی نے سحرش کو فون ملایا تھا۔کیونکہ وہ کافئ دیر سے رباب کا نمبر ٹرائے کر رہا تھا جو بند جا رہا تھا۔اسکو پتہ لگ گیا تھا کہ وہ غصے سے کال بند کر گئی ہے۔

"کیسے ہو بیٹا؟؟گھر میں سب کیسے ہیں۔؟" سحرش بیگم نے خوشدلی سے پوچھا تھا۔

"جی خدا کا شکر ہے سب ٹھیک ہے۔آپ سنائیں۔انکل آنٹی،بی جان اور گھر میں سب ٹھیک ہے ناں۔۔" ارتضی نے پوچھا تھا۔

"کرم ہے خدا کا۔اچھا ہوا تم نے خود کال کر لی مجھے بھی تم سے بات کرنی تھی۔" سحرش بیگم نے کہا تھا۔

"جی بولیں۔۔خیریت ہے ناں۔" ارتضی نے کہا تھا۔

"وہ دراصل میں رباب کے بارے میں بات کرنی تھی۔" سحرش نے کہا تھا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟؟" ارتضی کے لہجے میں فکر تھی۔

"پتہ نہیں آجکل پریشان سی رہتی ہے۔ الجھی الجھی اور کھوئی سی۔ ہمیں تو بتانی نہیں ہے۔ تم ہی بات کر کے دیکھ لو۔" سحرش نے کہا تھا۔

"میرے ساتھ جو جیسے بہت اچھے مراسم ہے ناں۔" ارتضی نے تلخی سے سوچا تھا۔

"ارتضی سن رہے ہو ناں۔" سحرش نے اسکی خاموشی سن کے کہا تھا۔

"جی میں کرتا ہوں بات۔ آپ فکر نہ کریں۔" ارتضی نے کہا تھا۔

"اور بچے ہمیں پتہ ہے کہ اسکی شادی ہو چکی ہے مگر وہ جب دل کرتا ہے گھر آجاتی ہے تو ابھی اسکو تھوڑا ٹائم دو تاکہ وہ ایڈجسٹ ہو جائے ۔اپنے ساتھ اسکو اٹیچ کرو۔دونوں کوشش کیا کرو کہ زیادہ ٹائم ساتھ گزارو۔یوں ایک دوسری کی عادات سے واقف ہو جاؤ گے ۔"سحرش نے نصیحت کی تھی ۔

"ہونہہ ساتھ ۔۔۔پانچ منٹ تو ہم آرام سے ایک ساتھ بیٹھ کے بغیر لڑے بات نہیں کر سکتے ۔ٹائم کیا خاک گزارے گے ۔اور ویسے بھی آجکل میری چہیتی بیگم کے دماغ پہ میکہ زیادہ سوار ہوا ہے ۔"ارتضی صرف یہ سوچ سکتا تھا۔بولا تو صرف اتنا ہی۔

"جی پھوپھو آپ فکر نہ کریں میں پوری کوشش کرونگا کہ آپکو کوئی شکایت کا موقع نہ ملے ۔"ارتضی نے کہا تھا۔

"جیتے رہو ۔آباد رہو ۔۔"سحرش نے دعا دی تھی ۔

آئندہ قسط ان شاء اللہ بدھ کو ملاحظہ کریں ۔صرف اور صرف کلاسک

اردو میڑیل پہ ۔

تاریخ :اکیس نومبر

ٹائم :بدھ رات دس بجے